ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جون ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر نصر اللہ خان ناصر

سیّدنا حضرت امام حسینؓ کا مقام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نگاہ میں

"مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اُس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی سہل امر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔

" قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا۔ (حجرات 15)

مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر یک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کیلئے اختیار کرتے ہیں اور اسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لئے جاتے ہیں۔ لیکن بد نصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہّر** تھا اور بلا شبہ اُن **برگزیدوں** سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے اور بلا شبہ وہ **سردارانِ بہشت** میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجبِ **سلبِ ایمان** ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت اور صبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے **اُسوۂ حسنہ** ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اُس شخص کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اسکی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے اُنکی قدر مگر وہی جو اُنہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہّرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُن کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 544-545)

تاریخ سلسلہ

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے

مسندِ امامت پر سترہ سال۔ ایک مختصر جائزہ

ــــــ محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی۔ اسسٹنٹ لائبریرین

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کے غلبہ اور شوکت کے لئے آخری زمانہ میں ایک ایسے وجود کی خبر دی تھی جس کا تعلق حضرت سلمان فارسی کی قوم سے بیان کیا گیا تھا۔ یعنی اہلِ فارس میں سے ایک مردِ کامل یا زیادہ وجود پیدا ہوں گے۔ جو دین کی اشاعت کا فرض سر انجام دیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرض سونپا کہ آپ توحید خالص کو قائم کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے الہامًا فرمایا:۔

خُذُوا التَّوْحِیْدَ التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ۔ (تذکرہ ص۵۲) کہ اے ابنائے فارس توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو۔

چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے دنیا کے سامنے قرآن حکیم کا ایک قلزمِ بیکراں پیش کیا اور علمی دنیا میں ایک فکری اور علمی انقلاب پیدا کیا۔ اور آپ کے ذریعہ کثیر التعداد وجود پیدا ہوئے جو خدا تعالیٰ کے وجود کے شاہد بنے۔ اور قیام توحید کے اس عظیم مقصد کے لئے "قدرتِ ثانیہ" کا موعود نظام بھی جاری ہوا۔ جس کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کا ذکر یہاں مقصود ہے۔

آسمانی پیشگوئیوں کا حامل وجود:

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ الٰہی بشارتوں کے مطابق ۱۶۔ نومبر ۱۹۰۹ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے سیدنا حضرت مسیح موعود........ کو آپ کی ولادت کے بارہ میں الہام ہوا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ مِنْ عِنْدِیْ ۔ یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۲۹)

اسی بارہ میں حضور نے فرمایا

"ممکن ہے اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں بیٹا ہو۔ کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں"۔

(بدر ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء)

پھر فرمایا :۔

"بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی ہے۔

" وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔

یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے"۔ ... (جیسا کہ اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے)

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۸-۲۲۹)

حضرت مصلح موعود ـــــ نے فرمایا :۔

" مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور ..... کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا"۔ (الفضل ۸۔ اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ موعود اور مبشر فرزند صحف سابقہ کی خبر کے مطابق بھی مسیح (موعود) کی آمد (ثانی) پر ظاہر ہونا مقدر تھا۔ چنانچہ طالمود کی کتاب میں ہے کہ

IT IS ALSO SAID THAT HE (THE MASSIAH) SHALL DIE AND HIS KINGDOM DESCEND TO HIS SON AND GRANDSON. (TALMUD CHAPTER V P. 47)

(ترجمہ) یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب مسیح (آمدِ ثانی پر) فوت ہوگا۔ تو اس کی (روحانی) بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ مسندِ امامت پر متمکن ہونے سے قبل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ پندرہ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر اور نائب صدر رہے۔ حفاظت مرکز اور تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ پہلے جامعہ احمدیہ میں پرنسپل اور پھر تعلیم الاسلام کالج کے اجراء پر اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپ افسر جلسہ سالانہ، مجلس انصاراللہ

مرکزیہ کے صدر اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے صدر کی حیثیت سے نمایاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بالآخر ۸۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود ..... کی وفات ہوئی تو جماعت احمدیہ نے قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث کی حیثیت سے آپ کی بیعت کی۔ اس طرح آپ آیت استخلاف کے وعدہ اور الوصیت کی پیشگوئی کے مطابق مسندِ امامت پہ متمکن ہوئے اور طالمود میں مذکورہ پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے۔

آپ کے سترہؔ سالہ دَورِ امامت میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو غیر معمولی ترقیات نصیب ہوئیں۔ ان کا ایک مختصر جائزہ درج ذیل سطور میں دیا جاتا ہے۔

تعلیمی ۔ تربیتی ۔ مالی اور علمی تحریکات

○ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے :

۱۷۔ دسمبر ۱۹۶۵ء کو اس تحریک کا اعلان فرمایا:۔

"آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔" (الفضل ۱۰۔ مارچ ۱۹۶۶ء)

○ فضلِ عمر فاؤنڈیشن :

سیدنا حضرت مصلح موعود "فضلِ عمر" کے جماعت احمدیہ پر بے شمار احسانات اور اس کی محبت کی یاد میں آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان کیا۔

○ تحریک وقفِ عارضی :

جماعت کی تربیت اور تعلیم القرآن کے لئے تحریک وقفِ عارضی کا ۱۱۔ مارچ ۱۹۶۶ء کو اعلان فرمایا۔ جس میں احباب و خواتین کو دو ہفتہ سے چھ ہفتہ کے لئے وقف کی تحریک کی۔ ابتداءً آپ نے جماعت سے ۵ ہزار واقفین کا مطالبہ کیا۔

○ تعلیم القرآن سکیم :

۹۔ اپریل ۱۹۶۶ء کو تعلیم القرآن سکیم کا اعلان فرمایا۔

○ تحریک جدید دفتر سوم کا اجراء :

آپ نے نوجوانوں اور نئے احمدیوں کے لئے تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء ۲۴ اپریل ۱۹۶۶ء کو فرمایا۔ تاکہ نئی نسل مالی قربانیوں میں حصہ لے۔

○ **تحریک وقفِ جدید دفتر اطفال:** بچوں کو وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل کرنے کے لئے ۷۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو دفتر اطفال قائم فرمایا۔

○ **وقف بعداز ریٹائرمنٹ کی تحریک:** آپ نے ملازم پیشہ احباب کے لئے وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی تحریک پیش فرمائی۔ جن کا وقف حضور منظور فرما لیتے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ان کے لئے ایک سالہ دینی نصاب مقرر کیا جاتا۔ ایسے واقفین کے سپرد مختلف انتظامی اور تربیتی امور کئے جاتے۔

○ **مجالس موصیان کا قیام:** رسالہ الوصیت میں مذکور مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ نے ۵۔ اگست ۱۹۶۶ء کو آپ نے جماعت میں مجلس موصیان قائم فرمائی۔

○ **اتحاد بین المسلمین کی تحریک:** اگست ۱۹۶۷ء میں آپ نے اتحاد بین المسلمین کی تحریک کی۔ جو وطن اور قوم کی سلامتی کے لئے انتہائی ناگزیر تھی۔ چنانچہ اس اعلان پر روزنامہ جنگ ۱۳۔ اگست ۱۹۶۷ء لکھتا ہے:۔

> "احمدیہ فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے تجویز پیش کی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو سات سال کی مدت کے لئے یہ طے کر لینا چاہیئے کہ وہ آپس کے اختلافات بھلا کر اسلام کی تبلیغ کے لئے سرتوڑ کوشش کریں اور عبوری دور میں ایک دوسرے پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کریں گے"۔

○ **نصرت جہاں سکیم:** اس منصوبہ کا تعلق مغربی افریقہ میں تعلیمی اور طبی خدمات سے ہے۔ چنانچہ مغربی افریقہ کے ممالک میں سکول کالج اور ہسپتال قائم کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ میں غیر معمولی برکت بخشی اور اس سکیم کے تحت مغربی افریقہ کے ممالک میں کثرت سے تعلیمی اور طبی ادارے قائم ہوئے جو باشندگان مغربی افریقہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

○ **صد سالہ جوبلی سکیم:** جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر حضور نے اعلان فرمایا کہ ۲۳۔ مارچ ۱۹۸۹ء کو جبکہ جماعت کے قیام کو ایک صدی پوری ہو چکی ہوگی جماعت صد سالہ جوبلی منائے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم منصوبے کے بارہ میں فرمایا:۔

> "حضرت مصلح موعود ..... کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں اور ہیں اپنی

بھی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔ اس کے لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی اور میں نے بڑی دعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں اس عرصہ میں ہماری طرف سے اس قدر کوشش اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر دعائیں ہونی چاہئیں کہ اس کی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب بنانے والی بن جائیں۔ اور پھر جب ہم یہ صدی پوری کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہوں جیسا کہ ہماری خواہش ہے کہ ایک صدی گزرنے کے بعد ہونے چاہئیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ یہ جماعت اس کے حضور قربانیاں پیش کر کے غلبہ (دین) کے ایسے سامان پیدا کرے"۔

(صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ صفحہ ۶)

اس اعلان کے ساتھ آپ نے منصوبہ کے دو ماٹو (MATO) "حمد اور عزم" دو اغراض کے پیش نظر جماعت کے سامنے رکھے۔ آپ نے فرمایا:۔

"ایک خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے ہمیں پوری ایک صدی تک نوازتا چلا گیا۔ ہم نے صد سالہ جشن منانا ہے۔ دوسرے ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکاتے ہوئے اپنے اس عزم کا اعلان کرنا ہے کہ اے ہمارے رب ہم اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے تھوڑے ہوتے ہوئے پورے ایک سو سال تک تیری راہ میں قربانیاں دیں تاکہ تیرا دین غالب آئے اس کا ایک مرحلہ طے ہو گیا ...... ہم نے ...... اس عزم کا اظہار کرنا ہے کہ پہلی صدی میں ہم نے بنیادیں بنائیں۔ لیکن ابھی عمارت ...... اتنی بلند نہیں ہوئی اور نہ اس میں اتنی وسعت پیدا ہوئی ہے کہ اس میں ساری دنیا سما سکے۔"

(صد سالہ جوبلی منصوبہ صفحہ ۸-۷)

اس منصوبہ کی چار اہم اغراض یہ بیان کی گئیں۔

۱۔ اشاعت (دین حق) اصلاح و ارشاد اور تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کے کام کو تیز سے تیز تر کرنا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں بیوت الذکر، مشن ہاؤسز اور مراکز کی تعمیر۔

۲۔ قرآن کریم مع تراجم کی اشاعت۔

۳۔ ایک سَوْ زبانوں میں لٹریچر تیار کرنا۔

۴۔ ساری نوع انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانا۔

جونہی اس عظیم منصوبہ کی جدوجہد کا آغاز ہوا تو اس کے شیریں ثمرات حاصل ہونا شروع ہوئے۔ جماعت نے بڑے اخلاص سے مالی قربانیاں بھی پیش کیں۔ اور آپ کے دیئے ہوئے روحانی پروگرام کو بھی اپنا لائحہ عمل بنایا۔ شیریں ثمرات بیوت الذکر اور نئے مشنز کے قیام اور اشاعت قرآن کریم کا اجمالاً ذکر کیا جاچکا ہے۔

الحمدللہ کہ اس عظیم منصوبہ کے مطابق ۲۳۔مارچ ۱۹۸۹ء کو دنیا بھر میں صد سالہ جوبلی کے پروگرام منعقد کئے گئے۔ بعض جگہ اس پروگرام کے انعقاد میں روکیں ڈالی گئیں۔ مگر جماعت احمدیہ کی خوشیوں کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کی خوشیاں نہ کبھی چھینی گئیں اور نہ چھینی جاسکتی ہیں۔

جدید تعمیرات اور دفاتر کا قیام

○ افتتاح بیت الاقصیٰ: آپ نے ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو بیت الاقصیٰ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ۳۱۔ مارچ ۱۹۷۲ء کو آپ نے اس وسیع وعریض خانۂ خدا بیت الاقصیٰ کا افتتاح فرمایا۔

○ لائبریری کی جدید عمارت: ۳۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو آپ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی لائبریری کی نہایت وسیع اور خوبصورت عمارت کا افتتاح فرمایا۔

○ وَسِّعْ مَکَانَکَ کی تعمیرات: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے الٰہی ارشاد کے مطابق تمام اداروں۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ تحریک جدید۔ وقف جدید اور تمام ذیلی تنظیموں کو آئندہ جماعتی ترقیات اور مہمانوں کی غرض سے گیسٹ ہاؤسز تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضور کے بابرکت دور میں مرکز سلسلہ میں متعدد شاندار عمارتوں کا اضافہ ہوا۔

○ احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح: مرکزی لائبریری سے ملحق مخزن الکتب (احمدیہ بک ڈپو) کی عمارت کا افتتاح واجراء ۲۴۔ دسمبر ۱۹۸۱ء کو ہوا۔

بیرونِ ممالک دورہ جات

○ سفر یورپ ۶۔ جولائی ۱۹۶۷ء تا ۲۴۔ اگست ۱۹۶۷ء

آپ نے مندرجہ ذیل ممالک کا دورہ فرمایا۔

مغربی جرمنی ۸۔ جولائی تا ۱۰۔ جولائی   سوئٹزرلینڈ ۱۰۔ تا ۱۴۔ جولائی

ہالینڈ ۱۴۔ تا ۱۶۔ جولائی   مغربی جرمنی ۱۶۔ تا ۲۰۔ جولائی

ڈنمارک ۲۰۔ تا ۲۶۔ جولائی (اس دوران کوپن ہیگن میں البیت نصرت جہاں کا افتتاح فرمایا۔

انگلستان ۲۶۔ جولائی تا ۲۰۔ اگست

۲۸۔ جولائی کو وانڈزورتھ ٹاؤن ہال میں یورپ سے تاریخی خطاب ”امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ“ فرمایا۔

ربوہ واپسی ۲۴۔ اگست

○ دورہ مغربی افریقہ ۴۔ اپریل تا ۸۔ جون ۱۹۷۰ء

نائیجیریا ۱۱۔ تا ۱۷۔ اپریل

غانا ۱۸۔ تا ۲۶۔ اپریل

آئیوری کوسٹ ۲۷۔ تا ۲۹۔ اپریل   لائبیریا ۲۹۔ اپریل تا یکم مئی

گیمبیا یکم مئی تا ۵۔ مئی   سیرالیون ۵۔ مئی تا ۱۴۔ مئی

○ دورہ سپین :

پہلا سفر سپین ۲۵۔ جون ۱۹۷۰ء

○ سفر یورپ ۱۳۔ جولائی تا ۲۶۔ ستمبر ۱۹۷۳ء

ہالینڈ ۱۴۔ جولائی مختصر قیام

انگلستان ۱۴۔ جولائی تا ۲۰۔ اگست

ہالینڈ ۲۰۔ اگست تا ۲۲۔ اگست   مغربی جرمنی ۲۲۔ تا ۲۴۔ اگست

سوئٹزرلینڈ ۲۴۔ تا ۲۷۔ اگست   اٹلی ۲۷۔ اگست تا ۲۹۔ اگست

مغربی جرمنی ۳۰۔ اگست تا ۲۔ ستمبر   ڈنمارک ۲۔ ستمبر تا ۵۔ ستمبر

سویڈن ۵۔ تا ۷۔ ستمبر   انگلستان ۷۔ تا ۲۴۔ ستمبر

ربوہ واپسی ۲۶۔ ستمبر

○ سفر یورپ ۱۰۔ اگست تا ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۵۔ اگست ۱۹۷۵ء کو حضور سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کا زیادہ وقت انگلستان میں گزرا۔ اس عرصہ کے دوران آپ نے مغربی جرمنی، ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ کا دورہ بھی کیا۔ ۲۷۔ ستمبر کو گوٹن برگ سویڈن میں

پہلی البیت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۲۸۔ اکتوبر کو ربوہ واپس تشریف لائے۔

○ دورہ یورپ امریکہ و کینیڈا: ۲۰۔ جولائی تا ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء

لندن۔ واشنگٹن ڈیٹن۔ نیویارک۔ نیوجرسی ۲۵۔ جولائی تا ۸۔ اگست۔ کینیڈا ۸۔ تا ۱۱۔ اگست۔ افتتاح البیت ناصر گوٹن برگ ۲۰۔ اگست ناروے۔ مغربی جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ اور ڈنمارک ۲۶۔ اگست تا ۱۴ ستمبر دورہ کیا۔ لندن میں عید کی تقریب ۱۴ ستمبر۔ ربوہ مراجعت ۱۰۔ اکتوبر۔

○ دورہ یورپ و کسر صلیب کانفرنس ۸۔ مئی تا ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۸۔ مئی کو ربوہ سے روانہ ہو کر مغربی جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ ناروے۔ سویڈن اور ڈنمارک کا دورہ کیا۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ جون کو کسر صلیب کانفرنس لندن میں شرکت فرمائی۔ ۴۔ جون کو حضور نے کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

○ آخری غیر ملکی دورہ ۲۶۔ جون ۱۹۸۰ء تا ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء

مغربی جرمنی ۲۹۔ جون تا ۱۱۔ جولائی سوئٹزرلینڈ ۱۴۔ تا ۱۷۔ جولائی آسٹریلیا ۱۷۔ جولائی ہالینڈ ۱۹۔ تا ۲۳۔ جولائی ڈنمارک ۲۳۔ تا ۲۸۔ جولائی سویڈن ۲۸۔ تا ۳۱۔ جولائی ناروے ۳۱۔ جولائی تا ۴۔ اگست اس دوران بیت النور اوسلو کا افتتاح فرمایا۔ ہالینڈ ۴۔ تا ۷۔ اگست انگلستان ۷۔ تا ۱۷۔ اگست نائیجیریا ۱۸۔ تا ۲۴۔ اگست غانا ۲۴۔ تا ۳۰۔ اگست کینیڈا ۴۔ تا ۱۱۔ ستمبر امریکہ ۱۱۔ تا ۲۳۔ ستمبر۔ انگلستان ۲۳۔ ستمبر۔

○ سفر سپین اور پہلے خانہ خدا کا سنگِ بنیاد:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۹۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء سپین کے شہر قرطبہ کے قریب پیدرو آباد میں پہلے خانہ خدا کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس طرح تقریباً سات سو سال کے بعد دینِ حق کی آواز بلند ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔ ۱۱۔ اکتوبر کو آپ لندن واپس آ گئے۔

آپ کے مبارک دور کے متفرق اہم واقعات

○ ۱۹۷۴ء کا پُر آشوب دور: ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلا کر نہایت

ظالمانہ کارروائیاں کی گئیں۔ شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ فسادات اور بائیکاٹ کئے گئے۔ احباب جماعت کو مالی اور جانی امتحان سے گزرنا پڑا۔ اس پُر آشوب اور اذیت ناک دَور میں آپ نے نہایت شجاعت اور حوصلہ سے جماعت کی راہنمائی کی۔ اور احباب جماعت کو صبر و استقلال کی ہدایت کی۔ آپ نے پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے وفد کی قیادت کی۔ آپ نے ۲۲۔ ۲۳۔ جولائی۔ ۵۔ تا ۱۰۔ اگست ۲۰۔ تا ۲۴۔ اگست اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے موقف کی ترجمانی کی۔

- **اشاعت قرآن کریم:** آپ کے دَور میں قرآن کریم کی اشاعت کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ اور کئی زبانوں میں لاکھوں قرآن کریم شائع کرکے دنیا بھر میں پھیلائے گئے۔
- آپ کے دَور میں انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کا پہلا کنونشن ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ہوا۔ جس میں آپ نے خطاب فرمایا۔ اسی طرح احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن پاکستان کے پہلے کنونشن سے آپ نے ۱۰۔ نومبر ۱۹۸۰ء کو خطاب فرمایا۔
- آپ کے قومی اور جماعتی ضروریات کے پیش نظر خلیل للرحمٰن (گھوڑوں کا کلب) جاری فرمایا۔ پہلا ٹورنامنٹ ۹۔ دسمبر ۱۹۷۲ء کو مرکز میں ہوا۔
- آپ کے دَور کی ایک خاص اہمیت ۱۹۶۵ء میں اس پیشگوئی کا ظہور ہے جب گیمبیا کے گورنر جنرل الیف۔ ایم سنگھاٹے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کے لئے تبرک کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے یہ کپڑے کا تبرک بھجوایا۔ اس طرح اس عظیم پیشگوئی کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" آپ کے وقت میں پوری ہوئی۔
- آپ کے ہی دَور میں ۱۹۷۹ء میں عالمی شہرت کے حامل پاکستان کے چوٹی کے سائنسدان اور جماعت احمدیہ کے نامور سپوت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے دنیا کا عظیم ترین اعزاز "نوبل پرائز" حاصل کیا اور اس طرح حضرت اقدسؑ کی اس پیشگوئی کا ایک رنگ میں ظہور ہوا کہ "میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی وجہ سے سب کا منہ بند کردیں گے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے سترہ سالہ دَورِ امامت پر یہ ایک طائرانہ نظر ہے۔ یہاں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس نافلہ موعود کے زمانہ میں ہر سورج خوشخبریوں کا پیغامبر بن کر طلوع ہوتا رہا۔ اور اس کی ہر شام عظیم کامیابیوں کی خبر دیتی رہی۔ اور بالآخر ۸-۹-جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب قدرتِ ثانیہ کا یہ "چاند" غروب ہوگیا۔ اور مشیئتِ الٰہیہ سے ایک اور "چاند" اُفقِ احمدیت پر طلوع ہوا۔

بعثت کا مقصد

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گُم گشتہ لوگوں کو خُدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ اور وہ نُور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رُو سے اس کو یقین آجائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصّہ دنیا کا اسی راہ میں ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں۔ کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقرّبوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔"

(تریاق القلوب صـــــ ۱۳-۱۴)

سایۂ ربِّ جلیل

سرورِ کونین ﷺ کا موعود فرزندِ جلیل
مہدئ مسعود ہی ہے ابنِ مریم کا مثیل

"دُوسری قدرت" کی نعمت پھر ہوئی ہم کو نصیب
سایہ افگن ہم پہ ہے پھر رحمتِ ربِّ جلیل

حشر تک قائم رہے گا "دوسری قدرت" کا نور
آج بھی ہے نور افشاں اُسکا اِک عکسِ جمیل

جب کبھی بھی آتشِ نمرود شعلہ زن ہوئی
مستعد بہرِ شہادت ہوگئی روحِ خلیل

خود خدا کرتا رہا اسکی حفاظت رات دن
حملہ آور جب کبھی ہوتے رہے اصحابِ فیل

دولتِ ایماں سے مالا مال ہیں شبّیرؔ ہم
زندگی کٹتی ہے زیرِ سایۂ ربِّ جلیل

چوہدری شبّیر احمد

سیرتِ طیبہ

ایمان افروز اور رُوح پرور ـــ روایات

ـــــــ مرتّبہ: محترم عبدالسمیع خان صاحب

ہمارا نشانِ شناخت

حضرت احمد (بانی سلسلہ احمدیہ) کے ذریعہ امریکہ کے محمد الیگزنڈر رُسل ویب (احمدی) ہوئے اور انہی کی تحریک سے شہر فلاڈلفیا میں مسٹر اے جارج بیکر داخلِ (سلسلہ احمدیہ) ہوئے۔ اس نے لکھا تھا کہ مَیں (احمدی) ہوں۔ اور آپ کی جماعت میں داخل ہوں۔ مگر ہمارے ہاں دستور ہے کہ جو شخص کسی سوسائٹی یا انجمن کا ممبر ہو تو اس کو اس انجمن یا سوسائٹی کی طرف سے انگوٹھی تعارف یا شناخت کا کوئی نشان یا سند دی جاتی ہے جس کو وہ عند الضرورت پیش کرتا ہے۔ پس آپ کی طرف سے کوئی سند یا نشان مجھے ارسال کیا جاوے۔ حضرت احمد (بانی سلسلہ احمدیہ) نے سُن کر فرمایا کہ اُن کو لکھ دیں کہ ہمارے ہاں سے کوئی سند یا نشان بغرض شناخت نہیں دیا جاتا۔ ہمارا نشانِ شناخت صرف یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو کر کے نماز ادا کر لیا کرو۔ یہ کافی نشان ہے دوسرے سندات یا نشانات کو ایک منافق بھی پیش کر سکتا ہے۔

(ظہور الحق یا ظہور احمد موعود صہ ۵۵)

۱۸۹۴ء کا رمضان قادیان میں

حضرت نواب محمد علی خان صاحب ..... بیان فرماتے ہیں:۔

"جب سورج گرہن اور چاند گرہن رمضان میں واقع ہوئے تو ..... مَیں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے نماز پڑھائی تھی اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔

اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح ۲ بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی۔ اکثر گھروں میں اور بعض (البیت) مبارک میں آ موجود ہوتے۔ جہاں تہجّد کی نماز ہوتی۔ سحری کھائی جاتی اور اوّل وقت صبح کی نماز ہوتی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی۔ اور کوئی آٹھ بجے کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کو تشریف لے جاتے۔ سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بجے ختم ہوتا۔

اس کے بعد ظہر (کا وقت ہوتا) اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہوجاتی اور پھر نماز عصر بھی اپنے اوّل وقت میں پڑھی جاتی۔ بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہوجاتی اور ایسا ہو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں مگر دو بجے سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہوتی۔"

(الفضل ۱۴۔جون ۱۹۳۸ء)

زندگی بخش وجود

حضرت منشی برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (البیت) میں مجلس میں تشریف فرما تھے اور خدام سے مختلف دینی باتیں کر رہے تھے کہ حضور اچانک اٹھ کر سیڑھیوں سے اُتر کر ڈھاب کی طرف تشریف لے گئے۔ دو تین احباب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ڈھاب میں بہت پانی تھا۔ لڑکے نہا اور کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکا ڈوبنے کو تھا کہ حضور نے جھٹ ہاتھ بڑھا کر اسے باہر نکال لیا۔ اور واپس آکر مجلس میں بیٹھ کر بات چیت میں مصروف ہوگئے۔"

(اصحابِ احمد جلد ۳ ص ۱۵۲)

بارات کی مہمانداری

ایک معمر ہندو پنڈت موتی رام سابق میتھیمیٹکس ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور حال ہری پور ضلع کانگڑہ نے باتوں باتوں میں ۸۰ سال قبل کا ایک واقعہ سنایا جو حضرت مسیح موعود .... کی مہمان نوازی اور غیر مذاہب والوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر روشنی ڈالتا ہے۔

یہ واقعہ مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل دیالگڑھی سے بیان کیا گیا اور انہوں نے لکھ کر پنڈت صاحب کے اس پر دستخط کروائے اور پھر الفضل میں شائع کروایا۔

"۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ غالباً اپریل کا مہینہ تھا۔ گورداسپور سے ایک بارات قادیان کے قریب ایک گاؤں میں گئی۔ اس گاؤں کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اتنا یاد ہے کہ اس گاؤں میں سوم دت آریہ رہا کرتا تھا۔ جس کے ہاں ہم ٹھہرے تھے۔ واپسی پر جب بارات جناب مرزا صاحبؑ کے مکانات کے پاس سے گزری تو آپؑ نے بارات کو رکوا لیا۔ اس پر دولہا کا باپ خوف سے کانپنے لگا۔ کہ نہ معلوم ہمیں کیوں روکا گیا ہے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب کے خاندان کا بہت دُور تک رعب تھا۔ اور بہت بڑی عزت تھی۔ اس لئے اس نے خیال کیا کہ نہ معلوم ہم سے کیا غلطی سرزد ہوئی یا غلط راستے پر چلے آئے اور شائد اس وجہ سے جناب

مرزا صاحب ہم پر ناراض ہوں گے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد آپ نیچے تشریف لے آئے۔ اور پانچ روپے اور ایک تھان ململ کا دُلہن کو دے کر فرمایا۔ چونکہ یہ لڑکی ہمارے مکان کے پاس سے گزری ہے اس لئے یہ لڑکی ہماری لڑکی ہے۔ نیز باراتیوں کے لئے بھی اپنا آدمی بھیج کر ایک ہندو دکاندار کے ہاں سے مٹھائی کھلانے کا انتظام فرمایا۔ اس واقعہ کا میرے دل پر خاص اثر ہوا جو آج تک موجود ہے آپ کا دوسروں کے ساتھ یہ حُسنِ سلوک ظاہر کرتا ہے کہ آپ خدا کے خاص پیاروں میں سے تھے"۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۲۴۔ نومبر ۱۹۴۳ء صہ ۳)

خدا کا شیر

غالباً ۱۹۰۴ء میں شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج نے شملہ میں دوستوں کو یہ واقعہ سنایا کہ ایک ہندو بنام جھینگن پنجاب سیکرٹریٹ میں ملازم تھا۔ اس کو مسمریزم میں بڑا دخل تھا۔ وہ بعدازاں تبدیل ہو کر شملہ سیکرٹریٹ میں چلا گیا تھا۔ اس نے اپنے دوستوں کے اصرار پر قادیان میں جا کر حضور پر اپنا عمل کرنا چاہا۔ حضور اپنے دوستوں کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ وہ بھی آ کر ایک کنارے پر بیٹھ گیا اور اپنا عمل شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ نیا شخص کون ہے آگے آجائے۔ چنانچہ وہ آگے آگیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ دیکھو ہم تمہیں ایک قصہ سُناتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک جنگل بیابان ..... میں ایک شیر تھا۔ جب حضور نے شیر کا نام لیا تو وہ قدرے پیچھے ہٹ گیا حضور نے فرمایا کہ آگے آؤ۔ پیچھے کیوں ہٹے ہو۔ چنانچہ جب وہ آگے آیا تو حضور نے پھر ذکر شروع کیا۔ لیکن پھر وہ شیر کا نام سُنتے ہی ڈرا اور پیچھے ہٹ گیا۔ آخر جب تیسری دفعہ حضور نے یہ ذکر سُنانا شروع کیا تو وہ شیر کا نام سُنتے ہی بھاگ گیا۔ اور اس نے واپس جا کر دوستوں کو بتایا کہ مرزا صاحب کے سامنے دال نہیں گلتی۔ چنانچہ جب وہ شیر کا نام لیتے تھے تو مَیں ڈر کر بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیر واقعی مجھ پر حملہ کرنے لگا ہے۔ پھر مَیں تیسری دفعہ آپے سے باہر ہو کر بھاگ آیا۔

(اصحابِ احمد جلد سوم صہ ۱۵۲)

جادو کی موت

حضرت منشی برکت علی صاحب رفیق حضرت اقدس بیان فرماتے ہیں:۔

"شملہ میں ایک صاحب سائیں خدا بخش نام سرکاری چھاپہ خانہ میں ملازم تھے اس کا لڑکا غالباً محمد حسین نام تھا جو اٹھارہ انیس سالہ نوجوان تھا اور اسے کالے علم یعنی جادو وغیرہ اور تسخیر جن کے علم کا بہت شوق تھا۔

ع مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی...

عشق و فدائیت اور صبر و استقامت کی درخشندہ مثال

(ایڈیٹر)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی ..... وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی رفقاء میں سے تھے آپ حافظِ قرآن اور صاحبِ علم و فضل اور متبحر عالم تھے۔ طِب و حکمت بھی جانتے تھے۔ علاوہ اس کے تصوف اور للّٰہیت نے آپ کی سیرت میں مزید نکھار پیدا کر دیا ہوا تھا۔

ولادت اور وطن مالوف:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۳۰ء کی ہے۔ آپ کا وطن مالوف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا ایک گاؤں "بھوریا نوالی" ہے۔ آپ کے والد مکرم مولوی محمد یٰسین صاحب علاقہ کی معزز گکھڑ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ بچپن سے ہی جہلم چلے گئے اور پھر جہلم کا ہی نشان بن گئے۔ اور وہیں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

تعلیم اور دینی مصروفیات:

۲۵۔سال کی عمر میں آپ دینی تعلیم کے لئے دہلی گئے۔ جہاں اس وقت کے مشہور عالم حدیث مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ۱۸۶۵ء میں حصولِ علم کے بعد جہلم لوٹے تو اہلِ حدیث تحریک کے پُرجوش داعی بن گئے۔ اور اہلِ حدیث مکتبِ فکر کی اشاعت کے لئے کوشش شروع کر دی۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ اور جہلم میں تحریک کی بنیاد رکھی۔ فرقہ اہلحدیث اختیار کرنے کے بعد آپ کو تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن مجاہدانہ کوششوں میں لگے رہے۔ کثیر تعداد میں مد مقابل علماء ہوتے جن سے کئی کئی ہفتے مناظرہ کرتے۔ اور مخالفین پر ہمیشہ بھاری ہوتے۔ اور کامیاب و کامران رہتے۔ بالآخر علاقہ میں اہلحدیث مکتب فکر کی تعداد بڑھ گئی۔ اور آپ کی تکالیف کم ہو گئیں۔ قبول احمدیت سے پہلے آپ نے جہلم میں درس حدیث بھی جاری کیا تھا۔ آپ کے حلقہ شاگردی

ہیں حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی ۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی مولوی محمد قاری صاحب جہلمی ، مولوی حشمت علی صاحب راجولوی ۔ مولوی محمد عرفان صاحب ڈونگا گلی اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کھیوال جیسے علماء شامل تھے ۔

مہدی آخرالزمان کے قدموں میں :

حضرت مولوی صاحب درس و تدریس کے سلسلہ کے ساتھ ساتھ آنے والے مامور زمانہ کی تلاش میں بھی تھے ۔ کیونکہ پیشگوئیاں اس زمانہ کی نشاندہی کر رہی تھیں حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب اور حضرت صاحب کوٹھہ شریف والے کے ہاں بھی گئے ، مگر اطمینان نہ ہوا ۔ آپ اسی جستجو میں تھے کہ یہ خبر سنی ۔ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو قرآن کا ماہر ہے اور ہر مذہب کے مقابل پر (دین حق) کی نمائندگی کر رہا ہے ۔ خصوصاً آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات اور شکوک کا مدلل اور مسکت جواب دے رہا ہے ۔ تو آپ اپنی فطرتِ سعیدہ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہی میری منزل ہے جس کی تلاش تھی ۔ چنانچہ اپنی آنکھوں سے اس وجود کو دیکھنے کے لئے پیدل جہلم سے قادیان روانہ ہو گئے ۔ کئی دن کے سفر کے بعد جب قادیان پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس ان دنوں چالیس روز عبادت اور دعاؤں کی غرض سے ہوشیارپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب بجائے جہلم جانے کے شوق ملاقات میں ہوشیارپور روانہ ہو گئے ۔ اس مبارک وجود کی زیارت کا شوق آپ کو ہوشیارپور لے گیا ۔ اس وقت حضرت اقدس خلوت نشینی کئے ہوئے تھے ۔ کسی شخص کو بھی ملنے کی اجازت نہ تھی ۔ دروازہ پر حضرت شیخ حامد علی صاحب بیٹھے تھے ، اور کسی کو اندر نہ جانے دیتے ۔ آپ نے منت سماجت سے کام نکالنا چاہا مگر بے سود ۔ پھر یہ زیارت اور ملاقات کیسے ہوئی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۔ مصلح موعود نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے ۔

"حضرت مولوی برہان الدین صاحب اہلِ حدیث میں سے تھے اور ان کے لیڈر تھے ۔ انہوں نے (حضرت اقدس ....) کا ذکر سنا ۔ شاید انہوں نے براہین احمدیہ کا اشتہار پڑھا ۔ آریوں یا عیسائیوں کے خلاف کسی اخبار میں آپ کا مضمون دیکھا تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں خود انہیں جا کر دیکھ آؤں ۔ چنانچہ آپ جہلم سے پا پیادہ قادیان روانہ ہو گئے ۔ لیکن کئی دن کے سفر کے بعد جب قادیان وارد ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس ـــ ان دنوں متواتر چالیس دن عبادت اور دعاؤں میں گزارنے کے لئے الہام الٰہی "تیری عقدہ کشائی ہوشیارپور

میں ہوگی'' کی تعمیل میں ہوشیارپور گئے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے جہلم واپس جانا گوارا نہ کیا۔ اور شوقِ ملاقات کے باعث قادیان میں رہ کر انتظار کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ آپ قادیان سے ہوشیارپور روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ آپ سے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حضرت اقدس ..... نے اپنے ساتھ والوں کو ہدایت دے دی تھی کہ کسی کو اندر نہیں آنے دینا۔ اور شیخ حامد علی صاحب کو دروازے پر بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے منتیں کیں کہ مجھے ملنے دو مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر مولوی برہان الدین صاحب نے کہا کہ مجھے صرف چک اٹھا کر ایک دفعہ دیکھ لینے دو اس سے زیادہ کچھ نہیں کروں گا۔ مگر شیخ حامد علی صاحب نے یہ بات بھی نہ مانی۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان کی خواہش کو پورا کرنا تھا۔ اس لئے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس ـــ کو کوئی ضرورت پیش آئی اور آپ نے فرمایا میاں حامد علی تم فلاں چیز لے آؤ۔ وہ اس طرف چلے گئے اور انہیں موقعہ میسر آگیا۔ یہ چوری چوری گئے۔ انہوں نے چک اٹھا کر حضرت صاحب کو دیکھا۔ (آپ) اس وقت کچھ لکھ رہے تھے۔ اور جلدی جلدی کمرہ میں ٹہل رہے تھے۔ یہ عام نظر میں معمولی بات ہے۔ مگر صاحبِ عرفان کی نگاہ میں یہ بڑی بات تھی۔ انہوں نے آپ کو دیکھا اور واپس آگئے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ مولوی صاحب آپ نے کیا دیکھا۔ انہوں نے کہا۔ اُس نے بہت دُور جانا ہے۔ یہ کمرے میں تیز تیز چل رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے بڑا کام کرنا ہے۔''

(الفضل ۵ جولائی ۱۹۵۷ء صفحہ ۵)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب نے شناخت کر لیا تھا کہ یہی ماموِر زمانہ ہیں جن کی انہیں تلاش تھی چنانچہ آپ نے موقعہ پا کر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود..... نے یہ کہہ کر بیعت لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے بیعت لینے کا اِذن نہیں۔ چنانچہ ملاقات کے بعد آپ واپس جہلم تشریف لے آئے۔

حضرت مولوی برہان الدین صاحب کی بیعت ۱۸۹۱ء کے قریب کی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام اور آپ کے بیٹے سمیت نام کتاب انجام آتھم میں درج فرمایا ہے۔ اسی طرح کتاب البریہ و تبلیغ رسالت میں بھی آپ کا ذکر آیا ہے۔

خدمتِ دین اور تکالیف کا دور: آپ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے اپنے علاقہ میں خاصی شہرت رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کے ذریعہ ضلع جہلم اور قرب وجوار کے رہنے والے بڑی تعداد میں احمدیت کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ کے دل میں قربانی اور اشاعتِ دین کا اس قدر جذبہ تھا کہ حضرت اقدس ـــ نے اس سرزمین کو بھی اسلامی شریعت رکھنے والی قرار دیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"سیالکوٹ۔ گجرات۔ گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی شریعت کی خاصیت رکھتی ہے۔ ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں ....."

(ملفوظات جلد نہم صـ۴۳۶)

جب مولوی صاحب جہلم میں حاکمہ اشاعتِ دین میں مصروف ہوگئے۔ تو آپ کی سخت مخالفت شروع ہوگئی۔ آپ پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اکثر مالی تنگیوں کا شکار رہے۔ بعض دفعہ فاقہ کشی تک نوبت آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود ..... پر ایمان لانے کے بعد جب ان کے ساتھیوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ تو ان کی حیثیت مزدوروں کی سی ہوگئی۔ حتٰی کہ ان کے پاس پورے کپڑے بھی نہیں ہوتے تھے۔ مگر اس قدر قربانیوں کے باوجود ان کے دل میں ہمیشہ خلش رہتی کہ ابھی ہم نے کچھ نہیں کیا" (الفضل ۱۷۔ دسمبر ۱۹۴۵ء صـ۶)

نیز فرمایا:۔

"مولوی برہان الدین صاحب ..... احمدیت سے پہلے..... وہابیوں کے مشہور عالم تھے اور ان میں بڑی عزت حاصل تھی۔ جب احمدی ہوئے تو ..... ان کے گزارہ میں تنگی آگئی۔ پھر بھی انہوں نے پرواہ نہ کی اور ایسی غربت میں دن گزار دیئے۔ بہت ہی مستغنی المزاج انسان تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ بھی کوئی عالم ہیں..... بہت ہی منکسر المزاج طبیعت کے تھے۔"

(الفضل ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۵ء صـ۸)

آپ کے فرزند حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب .... کا بیان ہے کہ والد صاحب کی زندگی نہایت تنگی میں گزری۔ کئی مہینوں ہمارے گھر میں نہیں آٹا تھا۔ کبھی کبھار نقدی میسر ہوتی تو تلوں کا تیل گھی کی جگہ

استعمال کرتے۔ گوشت کہیں سے ہدیہ آجائے تو آجائے ورنہ بازار سے خرید کر پکانا ہماری مالی طاقت سے باہر تھا۔ ایندھن ملتا نہیں تھا کہ سالن تیار کیا جاسکے یا روٹی اچھی طرح پکائی جاسکے۔ ایک شہتوت کا درخت تھا آپ کی اہلیہ اس کے خشک پتے جمع کرتیں۔ اس سے نیم پختہ سالن اور روٹی تیار ہوتی۔ تنگ دستی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا بیان ہے کہ ان پتوں پہ دال وغیرہ کا پکانا مشکل تھا۔ اس سے کچی دال کو بھون لیا جاتا۔ اور پھر اسے چکّی میں پیس لیا جاتا۔ اور پتوں کی آگ پر پانی گرم کرلیا جاتا۔ اور اس سفوف میں ملا لیا جاتا اور نمک مرچ ڈال کر اس سے روٹی کھالی جاتی۔ کسی وقت سبزی کھانے کو جی چاہتا تو شہتوت کی تازہ کونپلیں یا بیری کے تازہ اور کچّے پھل پکا کر بطور سبزی استعمال کرتے۔

آپ نے یہ سارا عرصہ مجاہدانہ طرز پر گزارا اور آپ کے اہل اور اولاد نے بھی بڑے صبر اور قربانی سے یہ وقت گزارا۔ آپ کے ایک شاگرد مولوی مہر الدین صاحب لالہ موسیٰ کو آپ کی تکلیف کا علم ہوا۔ تو انہوں نے لالہ موسیٰ سے لکڑیاں بھیجنی شروع کیں۔ کبھی کبھی آپ کو فاقہ کشی کی نوبت بھی آئی۔ جس کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے۔ تاکہ آپ کی فاقہ مستی پر کسی دیکھنے والے کو اطلاع نہ ہو۔ ان حالات کے باوجود آپ بڑی ہمت اور استقلال کے ساتھ اشاعت دین میں مصروف رہتے۔

حضور کا سفر جہلم اور مولوی صاحب کی عقیدت و محبّت:

۱۹۰۲ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مقدمہ کرم دین کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے۔ تو اس وقت حضرت مولوی برہان الدین صاحب کی عجیب عاشقانہ کیفیت تھی۔ آپ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ حضور نے جب جہلم ورود فرمایا۔ آپ اس وقت ضعیف تھے۔ عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔ آپ حضور کی سواری کے آگے آگے عجیب مجذوبانہ حالت میں چل رہے تھے۔ آپ بار بار لوگوں سے کہتے جاتے تھے۔

"پیلی (چیونٹی) کے گھر نارائن یعنی ایک معمولی اور غریب کے گھر خدا کا بروز آیا ہے۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۲۷۵)

آپ بلند آواز سے لوگوں کو خطاب کرتے "دیکھو مرزا صاحب آرہے ہیں۔ تم ان کو دیکھو۔ وعظ کرتے کرتے یہ بھی کہتے سُبْحَانَ اللہ "ایہہ نعمتاں کتھوں!" یعنی خوش بختی ہے ورنہ یہ نعمتیں کہاں!۔

جہلم ریلوے اسٹیشن سے کچہری تک راستے میں لوگوں کا اژدہام تھا۔ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ مہدی آخرالزمان کی زیارت کے لئے ارد گرد کے شہر و دیہات سے بکثرت لوگ آئے تھے۔ اس علاقہ میں یہ ہلچل حضرت مولوی

صاحب کا اثر تھا۔ آپ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بڑی تعداد نے امام الزمان کو شناخت کر کے بیعت کی۔ اس شوقِ زیارت میں سڑکوں بازاروں اور ریلوے اسٹیشن پر جمع ہونے اور قبولِ احمدیت کی کیفیت حضور یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کے لئے آیا۔ اور تمام سڑکوں پر آدمی تھے۔ اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا۔ کہ حکام حیرت میں پڑگئے۔ گیارہ سو آدمی نے بیعت کی اور قریباً دو سو کے عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی...... اور بہت سے لوگوں نے ارادت سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۴)

ایک افواہ کا ازالہ:

سفر جہلم کا ہی واقعہ ہے کہ مخالفین نے یہ بات پھیلادی کہ نعوذ باللہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ جذام اور کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ جہاں قیام فرما تھے۔ بکثرت لوگ حضور کی زیارت کے لئے آئے۔ لوگوں کا اصرار بڑھتا جارہا تھا۔ کہ وہ حضور کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے موقعہ غنیمت جانا۔ جونہی حکام کی درخواست پر حضورؑ باہر آکر کرسی نشین ہوئے تو بیان کیا جاتا ہے کہ

"انہوں نے حضرت اقدس ـــ کی دونوں آستینیں اٹھا کر لوگوں کو بازو اور پاؤں دکھائے۔ اور کہا کہ دیکھ لو دشمن جھوٹ بولتا تھا۔ کہ اس مقدس انسان کے ہاتھ اور پاؤں پر معاذ اللہ کسی بیماری کے نشان ہیں۔" (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۲۷۶)

آپ کے اس طرز عمل سے مخالفین کا پراپیگنڈا اور افواہیں غلط ثابت ہوئیں۔ اور حضور کی ذات اقدس پر کئے گئے اعتراضات کا ازالہ ہوا۔

سفر سیالکوٹ کے دوران ایمان افروز واقعات:

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی.... بیعت کے بعد عموماً قادیان آیا کرتے۔ اگر حضور قادیان موجود نہ ہوتے تو آپ وہیں پہنچ جاتے جہاں آپ تشریف لے جاتے۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں آپ بھی سیالکوٹ پہنچ گئے۔

انہی دنوں سیالکوٹ کا ہی واقعہ ہے۔ آپ حضور کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ کسی عورت نے کھڑکی

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جون ۱۹۹۵ء

احسان ۱۳۷۴ ہش

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۶

شرح چندہ

پاکستان ــــــــ چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ــــــــ چار روپے

سے حضرت اقدس..... پر راکھ پھینکی۔ حضور تو آگے گزر گئے اور راکھ مولوی صاحب کے سر پہ پڑی۔ آپ فرمانے لگے "پا مائے پا" یعنی اے بڑھیا اور راکھ ڈالو۔"

(روایت مستری نظام الدین سیالکوٹی۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص۴۲۳)

سیالکوٹ میں ہی ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جب حضرت مسیح موعود..... واپس قادیان جانے لگے تو الوداع کہنے کے لئے حضرت مولوی صاحب بھی ساتھ گئے۔ آپ جب اسٹیشن سے واپس آ رہے تھے تو جو سلوک حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کیا گیا اس کی مثالیں قرونِ اولیٰ میں ہی نظر آتی ہیں۔ اس کی تفصیل حضرت مصلح موعود..... نے یوں بیان فرمائی ہے۔

"جب لوگ حضرت مسیح موعود..... کو چھوڑ کر واپس آ رہے تھے تو انہیں لوگوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دینی شروع کیں اور دق کیا۔ مولوی برہان الدین صاحب..... انہی میں سے ایک تھے۔ جب وہ واپس جا رہے تھے تو کچھ غنڈے ان کے پیچھے ہو گئے۔ اور ان پہ گند پھینکا۔ دیکھنے والوں نے بعد میں بتایا کہ جب مولوی برہان الدین صاحب کو جبراً پکڑ کر ان کے منہ میں زبردستی گوبر اور گند ڈالنے لگے تو انہوں نے کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایہہ نعمتاں کتھوں۔ مسیح نے روز روز آؤناں اے"۔ یہ نعمتیں انسان کو خوش قسمتی سے ملتی ہیں۔ کیا مسیح موعود جیسا انسان روز روز آسکتا ہے کہ انسان کو ہمیشہ ایسا موقعہ ملے۔"

(الفضل ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اس وقت حضرت مولوی صاحب ضعیف العمر تھے۔ آپ کی عمر ۷۴۔۷۵ سال کے قریب ہوگی۔ حضرت مسیح موعود۔ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ کئی بار حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب قادیان آجائیں۔ مگر آپ اس خیال سے قادیان مستقل نہ آئے کہ کہیں وہ بوجھ نہ بنیں۔

آپ کی وفات:

آپ ۳۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو جہلم میں چند دن کی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ آپ اس سال رمضان المبارک میں معتکف ہوئے تو اعتکاف کے دوران آپ کو الہام ہوا۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ۔ کہ ہم استہزاء کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔ اسی طرح ایک اور الہام ہوا۔ کہ "امام الوقت تو ایک طرف رہے اب تو ان کے مریدوں کو بھی الہام ہونے لگے ہیں۔ پھر ہم اس سلسلہ کی تائید کیوں نہ کریں۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص۴۲۵)

عید کا چاند دیکھنے پر اعتکاف مکمل ہوا۔ اور آپ گھر تشریف لے آئے اور پھر عشاء کی نماز کے لئے

چلے گئے۔ اسی رات آپ کو بخار ہوا۔ صبح کے وقت طبیعت کچھ سنبھلی تو عید کی نماز ادا کی۔ آپ کو دوبارہ بخار ہو گیا۔ بیماری کے دوران قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد فرمانے لگے کہ دونوں دروازے کھولو کہ مجھے انتظار ہے۔ پوچھا گیا کس کا؟ آپ خاموش رہے۔ آپ درود شریف کا ورد کرتے رہے اور نو بجے کے قریب آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ساڑھے چار بجے شام آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جہلم کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضور نے قادیان میں اپنے احباب سمیت نماز جنازہ غائب پڑھی۔ اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے۔ حضور نے حاضرین کو وہ خط بھی پڑھ کر سنایا جو آپ کے فرزند حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب نے وفات کی اطلاع کے سلسلہ میں لکھا تھا۔ آپ نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس بچے کو لکھ دو کہ

"ہم ہر طرح سے اس کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عبادات کو حاصل کرے۔ علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے۔ بہرحال ضروری ہے کہ وہ بہت سعی کرے۔"
(الحکم ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۵ء بحوالہ الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۷۱ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو الہام ہوا تھا "دو شہتیر ٹوٹ گئے۔" (بدر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۲ کالم ۱)
الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۱۲ کالم ۴ پر یہ ان الفاظ میں ہے۔ "دو شہتیر ٹوٹ جائیں گے۔"
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صـ۴۱۵)

اس میں آپ کو شہتیر قرار دیا گیا تھا۔ ایک شہتیر آپ تھے۔ اور دوسرے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔

آپ کی وفات پر حضرت مسیح موعود نے غیر معمولی صدمہ کا اظہار کیا۔ آپ کی اور آپ کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات پر قادر الکلام اور خدمتِ دین کرنے والے علماء پیدا کرنے کے لئے ۶۔ جنوری ۱۹۰۶ء کو مدرسہ احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ (باقی آئندہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔
"آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفینِ نو سے ہے۔"
"اگر ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔"

تسخیرِ قلوب

ٹیلی ویژن کے توسّل سے وہ طاہر کا خطاب
جس کا ہر ہر لفظ ہے اعجازِ تسخیرِ قلوب

عالمی بیعت کا نظّارہ وہ دیکھا آنکھ نے
زخمہ ور نے خوب چھیڑا سازِ تسخیرِ قلوب

اسود و احمر کے دل وہ موہ رہا ہے پے بہ پے
رکھتا ہے طاہر بھی کیا اندازِ تسخیرِ قلوب

گنبدِ افلاک میں وجد آفریں سا ارتعاش
مشرق و مغرب میں سن آوازِ تسخیرِ قلوب

ترجمانِ فطرتِ آدم ہے سازِ احمدی
جس کے پردوں میں ہے پنہاں رازِ تسخیرِ قلوب

تخم چھوٹا بن گیا اُلفت کا عالمگیر پیڑ
میرا مہدی کر گیا آغازِ تسخیرِ قلوب

ع عبدالسلام اسلام

لالیاں میں احمدیّت

ـــــ محترم حافظ ڈاکٹر محمد حیات صاحب۔ لالیاں

لالیاں ضلع جھنگ کا ایک پرانا قصبہ ہے۔ جو ربوہ سے تقریباً ۱۲۔ کلومیٹر کے فاصلہ پر سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے وقت لالیاں کی تاریخی جامع مسجد کے ایک نامور عالم اور خطیب مولوی تاج محمود صاحب تھے۔ جن کے قادیان جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ چنانچہ ۹۔ اگست ۱۹۰۴ء کی مجلس میں مولوی تاج محمود نے حضرت مسیح موعود .... سے سوال بھی کیا۔ ان کا ذکر ملفوظات جلد چہارم میں موجود ہے۔

"مولوی تاج محمود صاحب ساکن لالیاں نے بڑھ کر حضرت مسیح موعود .... سے مصافحہ کیا اور نماز میں لذت اور سرور کے لئے دعا کی درخواست کی۔"

اس پر حضرت اقدس .... نے فرمایا:۔

"دعا کرتے رہو اور کراتے رہو۔ ایک کارڈ روزانہ لکھ دیا کرو کہ دعا یاد آجایا کرے۔ طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم نیا ایڈیشن ص۹۳)

اُس زمانے میں ہی لالیاں۔ چنیوٹ وغیرہ کی اکثر آبادی مشہور گدی نشین پیر محمود صاحب چیچہ ہزاروی کی مرید تھی۔ انہیں مریدوں میں مولانا تاج محمود صاحب۔ حضرت شیخ امیر دین صاحب۔ میاں محمد یار صاحب اور صاحب دین بھی شامل تھے۔ یہ لالیاں کے معروف اور بزرگ احباب تھے۔ (خاکسار نے یہ روایات اپنے بزرگوں سے سُنی ہیں) اُن کے مطابق لالیاں میں حضرت مہدی آخرالزمان .... کو شناخت کرنے کے سلسلے میں جو تحریک پیدا ہوئی اس میں زیادہ تر عمل دخل پیر محمود صاحب کا ہے۔ پیر محمود صاحب کو بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کی خبر ہوئی تو انہوں نے لالیاں میں اپنے مریدوں سے ذکر کیا اور انہیں قادیان جانے کی تحریک کی تاکہ وہاں جا کر حالات سے آگاہی حاصل کی جائے اور جو جو نشانات مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں اگر وہ اس مدعی مہدویت میں پورے ہوں تو اُن کی بیعت کی جاوے۔

نشان کسوف وخسوف سے دلوں میں تحریک:

اسی طرح ۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند گرہن کے نشان کے پورا ہونے کی وجہ سے بھی لوگوں کے دلوں میں یہ جستجو پیدا ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور قیامت قریب ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں گھبراہٹ کا عالم طاری تھا کہ اب کیا ہوگا۔ قیامت آن پہنچی ہے۔

اسی زمانہ میں ان نشانات کا اکثر تذکرہ تھا۔ چنانچہ حافظ محمد لکھوکے نے اپنی احوال الآخرۃ میں امام مہدی کے ظہور کے نشانات کا اپنے پنجابی کلام میں ذکر کیا تھا۔ اسی طرح لالیاں کے ایک سجادہ نشین اور صوفی شاعر میاں محمد صدیق لالی نے بھی انہی نشانات کا اپنے کلام میں ذکر کیا۔ (نوٹ: اس کلام کا متعلقہ عکس اس مضمون کے ساتھ دیا جا رہا ہے)

صوفی شاعر میاں محمد صدیق صاحب لالی نے لکھا:-

اُدھوں پچھے مہدی دجّال عیسیٰ یاجوج ماجوج نشانیاں ؞ تیرھویں[13] چن ستادھی[27] دینہ نوں وِچہ لگسی ماہ رمضانیاں

نوٹ: ستادھی[27] سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعد کے ایڈیشن میں ستارھویں[14] ہے۔ سورج گرہن کی تاریخ درمیانی یعنی ۲۸ رمضان ہے۔

ان نشانیوں کے بارہ میں گھر گھر تذکرہ ہوتا تھا۔ اور عام لوگوں میں امام وقت کی جستجو تھی۔ لہٰذا ان حالات میں مولانا تاج محمود صاحب اور دیگر چند بزرگوں نے باہمی صلاح مشورہ کیا اور ایک وفد تشکیل دیا جو قادیان جا کر مہدی علیہ السلام کو دیکھیں اور تمام نشانات جو مہدی موعود کے متعلق مختلف روایات میں ہیں اُن کے پورا ہونے کا بغور جائزہ لیں۔ اور اگر وہ نشانات پورے ہوں تو اُن کی بیعت کر لی جائے۔

لالیاں کے وفد کی قادیان روانگی:

اس وفد میں جن اشخاص کا انتخاب ہوا۔ ان میں سر فہرست تین اشخاص ہی تھے۔ ۱- شیخ امیر دین صاحب۔ ۲- میاں صاحب دین صاحب۔ اور ۳- میاں محمد یار صاحب۔ لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سفر میں میاں صاحب دین صاحب اور شیخ امیر دین صاحب شامل تھے اور دوسری دفعہ جو وفد گیا اس میں میاں محمد یار صاحب اور شیخ امیر دین صاحب شامل تھے۔

یہ وفد پیدل روانہ ہوا۔ زادِ راہ کے طور پر ان دونوں کے پاس اس وقت کی رائج کرنسی کے مطابق صرف ڈیڑھ روپیہ تھا۔ ایک روپیہ حضرت شیخ امیر دین صاحب کے پاس اور آٹھ آنے صاحب دین صاحب کے پاس تھے۔ غالباً مارچ اپریل کا مہینہ تھا۔ کیونکہ گندم پکنے کے قریب تھی۔ تقریباً دس بارہ کوس کا سفر روزانہ طے کرتے اور راستے میں جب بھوک لگتی تو گندم کے "سِٹّے" (خوشے) بھون کر کھاتے اور گزارہ کرتے۔ اگر کوئی آبادی یا ڈیرہ قریب ہوتا تو وہاں رات بسر کرتے۔

بٹالہ میں بھٹکانے کی کوشش:

سینکڑوں کوس کی مسافت طے کرتے ہوئے جب یہ دونوں ساتھی (بعض روایتوں کے مطابق تینوں ساتھی) بٹالہ کے قریب پہنچے تو وہاں پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے شاگردوں نے آلیا۔ ان سے قادیان کا راستہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے قادیان جانے کی وجہ پوچھی۔ مقصد معلوم ہونے پر اُنکے شاگردوں نے قادیان جانے سے منع کیا اور کہا کہ جس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہُوا ہے وہ (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ کیونکہ اُس نے ایک نہیں سات دعوے کئے ہوئے ہیں۔ تم کس کس دعویٰ پر ایمان لاؤ گے۔ لہٰذا یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ یہ سُن کر شیخ امیر دین صاحب نے جواب دیا کہ اگر اس نے سات مختلف دعوے کئے ہیں تو بھی وہ سچا ہے۔ اس نے تو ابھی اور بھی دعوے کرنے ہیں۔ اور دلیل یہ دی کہ مثلاً یہاں پر تم سب سات آدمی ہو اور مَیں اکیلا ہوں۔ تم سب میرے ساتھ مقابلہ کرو اور کُشتی کرو۔ اگر مَیں تم کو پچھاڑ دوں تو پھر مَیں ایک ہوا یا سات۔ اور فرمایا کہ امام الزمان نے تو ساری دنیا کے مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے اُن کے اور بھی دعوے ہوں گے۔ اس پر وہ سب لاجواب ہوگئے۔ اور کہا کہ میاں تم اپنی راہ لو۔ مگر قادیان کا راستہ نہ بتایا۔

ایک سِکھ کا حُسنِ سلوک:

تھوڑی دُور آگے کسی سِکھ کا چائے کا کھوکھا تھا۔ اُس سِکھ نے چائے وغیرہ بنادی اور بسکٹ پیش کئے۔ شیخ صاحب نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ اور رویہ سِکھ سے بیان کیا۔ جس پر اُس نے افسوس کا اظہار کیا۔ سِکھ نے کہا کہ مَیں تمہیں راستہ بتاتا ہوں آپ ضرور قادیان جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ ہم مرزا صاحب کو جانتے ہیں چنانچہ وہ سِکھ دُور تک ساتھ گیا اور اس راستے پر چھوڑا جو سیدھا قادیان جاتا تھا۔ اس وقت قادیان جانے کا کوئی خاص پختہ راستہ نہ تھا۔

وفد کا قادیان میں وُرود:

جب یہ دونوں ساتھی قادیان پہنچے تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (البیت المبارک) میں تشریف فرما تھے۔ مجلس لگی تھی۔ چند غیر از جماعت علماء اور گدی نشین اُس مجلس میں بیٹھے تھے۔ جن سے حضرت اقدس سے مکالمہ مخاطبہ فرما رہے تھے۔ اور اُن کے سوالات کے جوابات ارشاد فرما رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ تحریر میں بھی مصروف تھے۔ یہ بھی ایک نشان تھا کہ آپ ایک طرف تحریر فرما رہے ہیں اور قلم چل رہا تھا۔ جیسے کوئی غیب سے مضمون دل میں اُتر رہا ہے۔ اور

دوسری طرف مجلس میں بیٹھے لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ قلم میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تھی۔

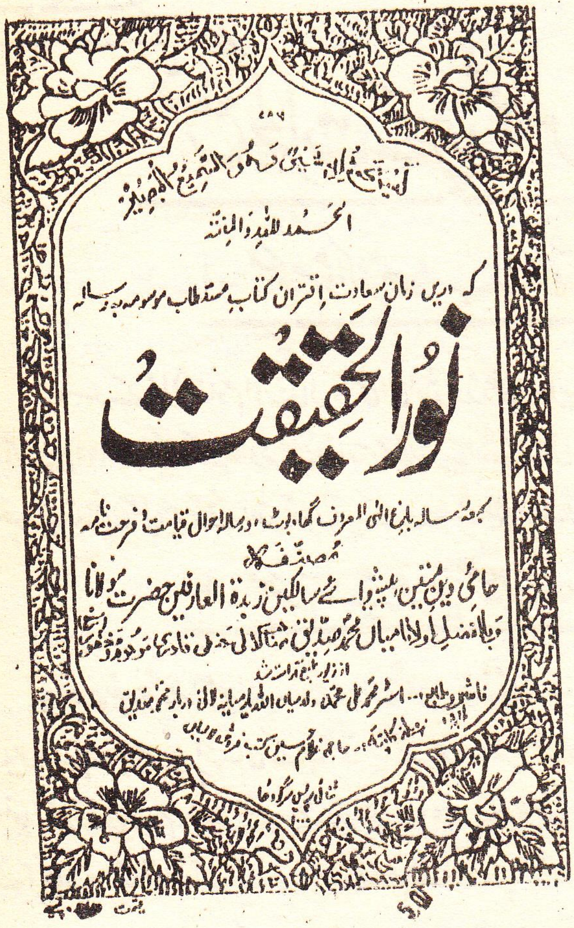
حضرت اقدس سے تعارف: ان ساتھیوں کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ہم لالیاں سے آئے ہیں۔ حضور نے پوچھا کہ لالیاں کہاں ہے۔ اُس وقت مجلس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ جن کا تعلق بھیرہ سے تھا۔ اس لئے لالیاں کے بارے میں وہ جانتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور لالیاں کڑانہ اور لک بار کے پاس ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں وہ لک اور لالی۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب اور صاحب دین صاحب اَن پڑھ تھے اس لئے وہ بولے ہاں حضور ہم (گواڈھی) ہیں۔ اور پھر سفر کے تمام حالات اور واقعات حضور کے سامنے عرض کئے۔ جب حضور نے بٹالوی صاحب کے شاگردوں کا واقعہ سُنا تو حضور نے فرمایا کہ دیکھو یہ کیسا اَن پڑھ شخص ہے۔ اس نے کیسا جواب دیا۔ لاجواب کر دیا۔ اس کو کس نے سکھایا۔ اس کو خدا نے سکھایا۔ یہ الفاظ حضور نے تین مرتبہ دُہرائے۔

حضرت اقدس کی بیعت: حضور نے ارشاد فرمایا آپ چند دن ہمارے پاس رہیں۔ تین دن تک یہ حضور کی مجلس میں رہے۔ حضور کے ساتھ سَیر پر بھی جاتے رہے۔ اور وہ نشانیاں جو لالیاں کے علماء نے بتائی تھیں ان کا جائزہ بھی لیا۔ اور اپنی آنکھوں سے اُن نشانیوں کو پورا ہوتے پایا۔ آخر کار واپسی سے پہلے اسی (البیت) میں حضور کی خدمتِ اقدس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام (جو اپنے مہدی کو پہنچانے کی تاکید فرمائی تھی) عرض کیا۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ اس پر حضور نے فرمایا ابھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہیں اور تسلّی کریں۔ یہ سُن کر شیخ صاحب آبدیدہ ہوگئے اور اپنے پاؤں آگے کر کے حضور کو دکھائے اور عرض کی کہ حضور اتنی لمبی مسافت سے ہمارے پاؤں سُوج گئے ہیں اور اتنی تکلیف برداشت کی ہے۔ ہم نے آپ کو سچّا مہدی پایا ہے۔ نہ جانے زندگی ساتھ دے نہ دے۔ ہماری بیعت قبول فرمائیں۔ اس پر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئی۔ اس طرح لالیاں میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ (الحمد للہ)۔ خدا تعالیٰ ہمیں رفقائے مسیح موعود کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو۔ آمین

جماعت احمدیہ لالیاں کا قیام: جماعت احمدیہ لالیاں کے باقاعدہ قیام کی تاریخ تو ۱۹۰۴ء ہی بنتی

باقی صـ۴۱ پہ

کسوف و خسوف اور آخری زمانہ کی علامتیں


لمثیل کی مولا اینی ... الشمس والقمر
الحمد للہ والمنۃ
کہ دریں زمان سعادت اقتران کتاب مستطاب موسومہ بہ رسالہ
نور الحقیقت
مجموعہ رسالہ بلاغ الحق المعروف گماں بوٹی و رسالہ احوال قیامت و فرحت نامہ
مصنفہ
حامئ دین متین پیشوائے سالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا
وبالفضل اولانا میاں محمد صدیق صاحب لالی حنفی قادری موضع ...
ناشر و طابع ... محمد علی محمد ...

صفحہ آخر کے متعلقہ اشعار کا عکس

★ تیرہ سو تریہہ وچ مشاں دی دینہ لوں وچہ لگسی بارہویں نشانیاں
بھی دا مسجد حرم تقلیں دینہ لسیندیوں بھری جانیاں
دل لا ہند ایکار بول نت دیندی عمر دہانیاں

ادھوں پچھے مہدی دجال عیسیٰ یاجوج ماجوج نشانیاں
عبداللہ گو نہ آکھسی اج ایہ جگت ہوسی [illegible]
نت منگ [illegible] پنیدا [illegible] اللہ معافیاں

کر خدمت نیکاں تردے گا انا ایہ اور ملک دنیا فانیاں
کر کلمہ ذکر نماز پڑھ ایہ انہاں دیاں نشانیاں

ملنے کا پتہ: حکیم عبدالرزاق ... لوہار ... نیا بازار لالیاں

ذکرِ خیر

ضلع گجرات کے چند مخلص احباب کی وفات

۱۔ مکرم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب۔ زعیم بنزرگوال

سلسلہ کے فدائی خادم اور فعّال داعی الی اللہ اور دُکھی انسانیت کے ہمدرد اور غیروں میں بھی مقبول وجود تھے ۹۔ اگست ۱۹۹۴ء کو ٹرک کے حادثہ میں وفات ہوئی۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۔ مکرم سیّد عزیز حسین شاہ صاحب۔ آف نصیرہ

جماعت نصیرہ کے زعیم اور روح رواں شخصیت۔ ایک مستعد کارکن تھے۔ مرکزی تعلیمی امتحانات میں ہمیشہ نمایاں رہے۔ باوجود پیرانہ سالی کے جماعتی میٹنگ میں حاضر باش اور اپنی جماعت کو ضلع کی صف اول کی جماعتوں میں پہنچانے والے خادم سلسلہ تھے۔ ۵۔ جنوری ۱۹۹۵ء نماز فجر ادا کر کے اپنے بستر پر جا کر لیٹے ہی تھے۔ کہ داعی اجل نے آ پکارا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر رہے۔

۳۔ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب پنڈی دھوتھڑاں

اپنی مقامی جماعت کے صدر اور زعیم اور ضلعی عاملہ کے فعّال رکن تھے۔ آپ نے نظامت ضلع کے تمام شعبوں میں ان تھک معاونت کی۔ اپنی جماعت خصوصًا اپنی اولاد کو خدمتِ دین کی راہ پر چلایا۔ ضلع کی ہر میٹنگ میں ہمیشہ حاضر ہوتے۔ نہایت ہی محنتی اور فرض شناس خادم سلسلہ تھے۔ ان کی رحلت کے بعد ایک بیٹا بھی جلد ہی ان کے صدمہ سے فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ (آپ کی وفات نومبر ۱۹۹۴ء میں ہوئی تھی)

(محمد شفیع سلیم۔ ناظم ضلع انصاراللہ گجرات)

ایک خوش خصال نوجوان

عزیز جمال احمد کی حادثہ میں وفات

ایک شاعر نے یہ منظر کھینچا ہے کہ اے انسان جب تُو بچے کی حالت میں اس دنیا میں آیا تو فطرت کے مطابق تُو چیختا اور روتا تھا۔ جبکہ تیرے عزیز و اقارب تیری آمد پر خوشی سے ہنستے اور باغ باغ ہوتے تھے۔ تُو دنیا میں رہ کر ایسے عمل کر اور ایسے عمدہ اخلاق دکھا کہ جب تجھ پر موت آئے تو تُو اپنے اعمال پر مطمئن ہنستا ہوا اس دنیا سے جائے جبکہ لوگ تجھے یاد کر کے رو رہے ہوں۔

یہی کیفیت اس وقت دیکھنے میں آئی جب ایسے ہی اچھے اخلاق و اطوار کا نوجوان جمال احمد ملک ایک حادثہ کے نتیجہ میں ۲۴۔ دسمبر ۱۹۹۴ء کو اکیس (۲۱) برس کی عمر میں رخصت ہو گیا۔ یہ حادثہ شادی کی تقریب کے دوران پیش آیا جب وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا بے قابو ہو گیا اور وہ گھوڑے سے نیچے گرا کہ اس کے سر اور گردن پر شدید ضرب لگی۔ اور وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر جاں بحق ہو گیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ایک سال قبل انہی ایام میں عزیز جمال کے والد صاحب وفات پا گئے تھے۔ اور ابھی لواحقین کے لئے وہ زخم تازہ ہی تھا کہ عزیز کی جواں سال موت نے ایک بہت بڑا صدمہ دکھایا۔

اُس وقت جمال ایف۔ اے کا طالب علم تھا۔ لیکن میرے لئے یہ بات خوشگوار حیرت کا باعث بنی کہ وہ کلاس میں پوزیشن اور اسباق میں دلچسپی اور کامیابی کے لحاظ سے کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ وہ نہایت ہی ذہین مؤدب اور محنتی طالب علم ثابت ہوا۔ وہ ایسا مثالی نوجوان تھا کہ خدمت کے ہر میدان میں اس نے قابلِ رشک نمونہ پیش کیا۔ وہ ہمارے عزیز نوجوانوں کے لئے ایک اچھی مثال تھا۔ ہماری نگاہیں ایسے ہی خوش خصال اور اعلیٰ اخلاق کے حامل صاحبِ جمال نوجوانوں کی متلاشی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کی روح کو سایہ رحمت میں رکھے اور غمگسار پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(راجا نصر اللہ خاں۔ ربوہ)

اداریہ

دعوت الی اللہ ـــــ ہمارا فرض

توحید الٰہی سے بے خبر۔ ایک اعلیٰ وارفع وجود سے ناآشنا بنی نوع انسان کی طرف اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مامور کیا گیا۔ آپ نے سُنّتِ مامورین کے مطابق اس جامع جمیع صفات، مبدءِ فیض اور دائمی زندگی کے سرچشمہ کی طرف دعوت دی اور یہی وہ قولِ احسن ہے جسے آج ہمارا مقصود و مطلوب قرار دیا گیا ہے۔ اسی پاک زندگی کی طرف بنی نوع انسان کو بلایا گیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے۔ جو کسی کے پاس نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرلے گا اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں"۔۔۔ (ملفوظات جلد سوم صـ۱۶)

ہر کمال اور خوبصورتی کا جامع تمام انوار کا علت العلل۔ تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور صحیفہ فطرت سے نظر آنے والا اعلیٰ درجہ کا حُسن ہی اس قابل ہے کہ اسکی طرف دعوت دی جائے۔ جس سے دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے، اس مقدس وجود کی طرف مامور زمانہ نے بنی نوع انسان کو بلایا۔ اور ہر احمدی کے دل میں یہی تڑپ ہے کہ خدا کی مخلوق آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو۔ دعوت الی اللہ جس پر انفرادی اور قومی زندگی کی بقا ہے اپنے اندر کوئی ابہام نہیں رکھتی۔ یہ ایک واضح اور بیّن حقیقت ہے جس سے ہر احمدی، پیر و جوان مرد و عورت پوری طرح واقف ہے۔ ہمارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے خطبہ جمعہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۹۲ء کا یہ اہم ارشاد ہر احمدی کے لئے قابلِ توجہ ہے۔

"آپ میں سے ہر ایک کو دعوت الی اللہ زندہ کر سکتی ہے۔ ہر شخص اگر دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھ کر اس کا حق ادا کرے گا تو ہر شخص ولی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دعوت غیروں کو ہی خدا کے قریب نہیں کرے گی بلکہ آپ کو خدا کے قریب تر کرتی چلی جائے گی۔ اور جماعت میں کثرت کے ساتھ اولیاء اللہ پیدا ہوں گے"۔ اس سلسلہ میں آپ نے دعا کی طرف خاص توجہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے۔ تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دے گا۔ اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے محرومی زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو کوشش کرنی چاہیئے کہ دعائیں کرتے

داعیان الی اللہ سے

پیام ہدایت سُناتے چلو ⁘ قدم اپنا آگے بڑھاتے چلو
فرشتے ہوں ہر گام ساتھی تمہارے ⁘ صداقت کا پرچم اُڑاتے چلو
ابناء آدم۔ ہیں ظلمت کدوں میں ⁘ دِیئے روشنی کے جلاتے چلو
نچھاور کرو جان راہِ خدا میں ⁘ زر و مال اپنا لُٹاتے چلو
نہ بھولو اکابر کے اوصاف تم ⁘ شعار اپنا اُن سا بناتے چلو
تمہارے اکابر تھے صابر سبھی ⁘ کرو صبر اور مُسکراتے چلو
پیارو! یہ دنیا ہے کانٹوں سے پُر ⁘ بہر گام دامن بچاتے چلو
ہے منزل تمہاری نہیں دور تر ⁘ چلو! تیز قدمی دکھاتے چلو
درِ حق پہ اِک روز آئیں گی قومیں ⁘ یہ مژدہ، جہاں کو سُناتے چلو

سدا کامرانی مقدّر رہے اپنا
سدا حمد کے گیت گاتے چلو

خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی

خبر نامہ انصار

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے ورزشی مقابلہ جات

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے شعبہ ذہانت وصحت جسمانی کا پروگرام مارچ ۹۵ء میں منعقد کیا۔ ربوہ کے ۴۳ حلقہ جات ہیں اور ۱۰ انتظامی بلاک ہیں۔

مورخہ ۱۷۔ مارچ ۹۵ء کو حلقہ جات کے ابتدائی مقابلے ۱۰۰ میٹر دوڑ۔ سائیکل ریس تیز اور SLOW بلاک کی سطح پر ہوئے۔

بلاک کی سطح پر نمایاں پوزیشن پر آنے والے کھلاڑی فائنل مقابلہ جات میں آئے۔ فائنل مقابلے مورخہ ۲۳۔ مارچ ۱۹۹۵ء کو صبح ۸ تا ۱۱ بجے دارالرحمت شرقی کے میدان میں منعقد ہوئے۔ محترم نائب صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان سارا وقت کھیل کے میدان میں تشریف فرما رہے۔ نیز قائدین اور کثیر تعداد میں انصار اور خدام نے شرکت فرما کر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے کھلاڑی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سائیکل ریس تیز (FAST)

اوّل۔ مکرم ماسٹر عمر حیات صاحب۔ حلقہ فیکٹری ایریا　دوم۔ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب۔ حلقہ ناصر آباد　سوم۔ مکرم خلیل احمد سرور صاحب۔ حلقہ کوارٹرز تحریک جدید۔

۲۔ سائیکل ریس آہستہ (SLOW)

اوّل۔ مکرم مبارک احمد صاحب طاہر۔ حلقہ دارالبرکات　دوم۔ مکرم سعید احمد صاحب باجوہ۔ دارالصدر غربی لطیف۔　سوم۔ مکرم سلیم احمد صاحب۔ نصیر آباد حلقہ سلطان۔

۳۔ مقابلہ دوڑ ۱۰۰ میٹر

اوّل۔ مکرم ظفر احمد صاحب۔ دارالیمن　دوم۔ مکرم بشیر احمد صاحب نصر غربی "ب"
حوصلہ افزائی کا انعام مکرم محمد اقبال صاحب نصیر آباد۔ بیت سلطان۔

۴۔ مقابلہ والی بال

مجلس ربوہ کی چار حلقوں پر مشتمل ٹیمیں بنائی گئیں۔ حلقہ رحمت کی ٹیم اوّل اور حلقہ یمن کی ٹیم دوم قرار پائی۔

۵- مقابلہ رسہ کشی

رسہ کشی کے لئے بھی مجلس ربوہ کے چار حلقوں پر مشتمل ٹیمیں بنائی گئیں۔ حلقہ رحمت کی ٹیم اوّل اور حلقہ صدر کی ٹیم دوم قرار پائی۔

خطاب نائب صدر و تقسیم انعامات:

تقسیم انعامات کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ ربوہ نے رپورٹ پیش کی۔ بعدہٗ مہمان خصوصی مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے انصار کو اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ کہ وہ صرف مقابلہ جات میں ہی شامل نہ ہوں۔ بلکہ مجلس ایسا پروگرام ترتیب دے۔ کہ ہر ایک رکن سارا سال کسی نہ کسی کھیل میں حصہ لیتا رہے۔ اس طرح کھیلوں کا معیار بھی بڑھے گا۔

بعد ازاں مکرم صاحبزادہ صاحب نے اوّل۔ دوم اور سوم قرار پانے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(نصیر احمد چوہدری)

منتظم عمومی انصار اللہ مقامی۔ ربوہ

اولاد کو وقف کرنے والے والدین کیلئے ضروری اعلان

احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمتِ دین کے لئے "وقفِ اولاد" کے تحت وقف ہیں اور ان بچوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دینا ہے وکالتِ دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے وقف اور آئندہ پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جا سکے۔ نیز یہ اطلاع بھی دیں کہ میٹرک کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے؟

ایسے واقفین سے درخواست ہے کہ قرآن کریم ناظرہ درست طور پر پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی و عام معلومات کو بہتر بنائیں۔ نیز میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کی بھی اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

بقیہ: ایمان افروز اور روح پرور روایات

اور اس میں اسے بہت مہارت حاصل تھی وہ غیر احمدی تھا اور اس نے بیعت نہیں کی تھی۔ اس نے ایک دفعہ ہمیں سنایا کہ میں ایک دفعہ قادیان میں حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لئے گیا۔ اور میں نے بعد السلام علیکم کے مصافحہ کے لئے حضورؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا وہ سارا علم سَرسَر کرکے جس طرح کسی کے بدن سے ہوا نکلتی ہے میرے جسم میں سے نکل گیا۔ اور بعد ازاں میں بالکل کورے کا کورا رہ گیا۔"

(اصحاب احمد جلد سوم صـ ۱۵۲)

بقیہ: لالیاں میں احمدیت

ہے تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وفد سے بھی پہلے کی ایک بیعت حضرت غلام محمد صاحب ولد میاں جمعہ خاں کی ہے۔ جنہوں نے ۱۸۹۲ء کے قریب بیعت کی اسی طرح ایک اور بزرگ جن کا نام بھی شیخ امیر دین تھا۔ انہوں نے بھی حضرت اقدس کی سیالکوٹ تشریف آوری کے موقعہ پر بیعت کی تھی۔ جو اس وقت پولیس کے محکمہ میں سیالکوٹ متعین تھے۔ تاہم باقاعدہ طور پر اس وفد کے قبول احمدیت سے لالیاں میں جماعت قائم ہوئی۔

نوٹ: یہ تمام روایات محترم حافظ صاحب نے اپنے والد محترم میاں نور زمان صاحب اور شیخ محمد یار صاحب (جو شیخ امیر دین صاحب کے بیٹے تھے) سے سنی ہیں۔ اسی طرح لالیاں میں اور بھی جماعت کے بزرگوں نے یہی واقعات بتائے ہیں۔ خاکسار نے بھی یہ واقعات ہر دو بزرگوں سے من وعن سنے ہیں۔

(ایڈیٹر)

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"قبولیت دعا کیلئے ضرور ہے کہ اس میں اک جوش ہو کیونکہ جس دعا میں جوش نہ ہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہیں مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا میں جوش پیدا ہونا ہر یک وقت انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ انسان کیلئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کے وقت جو امور دلی جوش کے محرّک ہیں وہ اُس کے خیال میں حاضر ہوں اور یہ بات ہر ایک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفاتِ کاملہ خیال کرکے اسکی رحمتوں اور کرموں کو ابتداء سے انتہاء تک اپنے وجود اور بقا کیلئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئیں اور اپنے تمام ہم جنسوں کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا۔ یہی دو امر ہیں جن سے دعاؤں میں جوش پیدا ہوتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱ صـ ۵۶۸-۵۶۹ حاشیہ)

استغفار کی حقیقت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ...... فرماتے ہیں:

"اور استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا۔ یہ استغفار تو مقرّبوں کا ہے۔ جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں۔ اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا۔ کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے۔ اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے۔ بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیّت سے حصہ دے۔ یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے۔ اور اس کی برہنگی کے بد اثر سے بچائے۔ سو چونکہ خدا مبدء فیض ہے اور اُس کا نور ہر ایک تاریکی کے دُور کرنے کے لئے ہر وقت طیّار ہے اس لئے پاک زندگی حاصل کرنے کے لئے یہی طریق مستقیم ہے۔ کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اس چشمۂ طہارت کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائیں۔ تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یک دفعہ لے جائے۔ خدا کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔ اسی قربانی کی خدا نے ہمیں تعلیم دی ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۶-۳۴۷)

ہوئے اس کوشش کو آگے بڑھائیں۔ اپنے روحانی پھلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اسکی لذتوں سے فیضیاب ہوں اور آگے ان کو سراج بنادیں۔ ایسا سراج جو اور چراغ روشن کرنے والا سراج بن جائے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۲۸۔ فروری ۱۹۹۲ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان اہم ارشادات کی روشنی میں اپنے انصار بھائیوں سے خصوصاً وقت کے اس اہم تقاضا اور فریضہ کو پیش کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پیارے امام نے ہمیں ایک دائمی زندگی کا راز بتایا ہے۔ وہ راز جس پہ ہماری قومی بقا کا انحصار ہے۔ جس پر احمدیت کی عالمی وسعت کے روشن امکانات نظر آرہے ہیں۔ اس کیلئے ہم سب نے محبت اور تڑپ کے ساتھ دعائیں اور جدوجہد کرنا ہے۔ ایسے محکم یقین کے ساتھ کہ وہ قادر مطلق ہے۔ اور اس کے حضور کوئی بات ناممکن اور انہونی نہیں۔ ایسی دعائیں لازم ہیں جو عمل سے خالی نہ ہوں۔ اسی کی طرف حضور انور نے توجہ دلائی ہے۔ فرمایا

"اگر ساری جماعت یہ دعائیں شروع کر دے تو دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا ہونے لگیں گے۔"　(از خطبہ ۴۔ مارچ ۱۹۸۳ء)

خدا کرے ہم سب اس سال کے عالمی بیعت کے موقعہ پر اس عظیم الشان انقلاب کی تعبیر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔

- -

ضروری تصحیح

۱۔ ماہنامہ انصاراللہ۔ ربوہ اپریل ۱۹۹۵ء "حضرت شیخ محمد احمد مظہر نمبر" کے صفحہ ۸۔۷۸۔۳۹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے شعر کا دوسرا مصرعہ "یہ اک اور فصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے" میں "فصل" کا لفظ غلط شائع ہو گیا ہے ادارہ اس سہو پہ معذرت کرتا ہے۔ یہاں لفظ "وصل" ہے۔ قارئین اس شعر کی اس طرح تصحیح فرمالیں۔

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یارب　∴　یہ اک اور وصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

۲۔ شمارہ کے صفحہ ۴۳ پر حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی نظم "اللہ بس باقی ہوس" کے شعر ۳ کے مصرعہ اول میں لفظ "پُرفشاں" کی بجائے "پہ فشاں" ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

۳۔ شمارہ کے صفحہ ۶۳ پر سن ۱۹۹۴ء غلط چھپ گیا ہے۔ صدارت مجلس مشاورت ۱۹۶۴ء میں فرمائی۔ احباب سن درست فرمالیں۔

(ایڈیٹر)

امام الکلام

نجات یافتہ ؟

سیدنا حضرت مسیح موعود ...... فرماتے ہیں :۔

"انسان کو حقیقی طور پر اس وقت نجات یافتہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کے تمام نفسانی جذبات جل جائیں اور اس کی رضا خدا کی رضا ہو جائے اور خدا کی محبت میں ایسا محو ہو جائے کہ اس کا کچھ بھی نہ رہے سب خدا کا ہو جائے۔ اور تمام قول اور فعل اور حرکات اور سکنات اور ارادات اس کے خدا کے لئے ہو جائیں اور وہ دل میں محسوس کرے کہ اب تمام لذات اس کی خدا میں ہیں۔ اور خدا سے ایک لمحہ علیحدہ ہونا اس کے لئے موت ہے۔ اور ایک نشہ اور سکر محبت الٰہی کا ایسے طور سے اس میں پیدا ہو جائے کہ جس قدر چیزیں اس کے ماسوا ہیں سب اس کی نظر میں معدوم نظر آئیں۔ اور اگر تمام دنیا تلوار پکڑ کر اس پر حملہ کرے اور اس کو ڈرا کر حق سے علیحدہ کرنا چاہے تو وہ ایک مستحکم پہاڑ کی طرح اسی استقامت پر قائم رہے اور کامل محبت کی ایک آگ اس میں بھڑک اٹھے اور گناہ سے نفرت ہو جائے ......

جب انسان پر اس درجہ تک محبت الٰہی غلبہ کرتی ہے تب تمام نفسانی آلائشیں اس آتش محبت سے خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہیں۔ اور انسان کی فطرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو وہ دل عطا ہوتا ہے جو پہلے نہیں تھا۔ اور وہ آنکھیں عطا ہوتی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اور اس قدر یقین اس پر غالب آجاتا ہے کہ اسی دنیا میں وہ خدا کو دیکھنے لگتا ہے۔ اور وہ جلن اور وہ سوزش جو دنیاداروں کی فطرت کو دنیا کے لئے جہنم کی طرح لگی ہوئی ہوتی ہے وہ سب دور ہو کر ایک آرام اور راحت اور لذت کی زندگی اس کو مل جاتی ہے اور اس کیفیت کا نام جو اس کو ملتی ہے نجات رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی روح خدا کے آستانہ پر نہایت محبت اور عاشقانہ تپش کے ساتھ گر کر لازوال آرام پا لیتی ہے۔ اور اس کی محبت کے ساتھ خدا کی محبت تعلق پکڑ کر اس کو اس مقام محویت پر پہنچا دیتی ہے۔ جو بیان کرنے سے بلند و برتر ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۶۰۷)

کلام الامام

دعوت الی اللہ ـــــ ایک تڑپ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دے گا۔ اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے محرومی زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ اس لئے ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دعائیں کرتے ہوئے اس کام کو آگے بڑھائیں۔ اپنے رُوحانی پھلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان کی لذتوں سے فیض یاب ہوں۔ اور آگے ان کو سراج بنا دیں۔ ایسا سراج جو اور چراغ روشن کرنے والا سراج بن جائے۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۸۔ فروری ۱۹۹۲ء)

"اگر مجلس انصار اللہ کا ہر ممبر یہ کوشش کرے کہ ہر سال ایک نئے ممبر کا اضافہ کرے خواہ وہ عمر کے اعتبار سے خادم ہی کیوں نہ ہو۔ تو اس صورت میں یہ ہوگا کہ اگلے سال نئے شرکاء کی تعداد قریباً اتنی ہوگی جتنی پرانے شرکاء کی تھی۔ آپ پس دُگنے ہونے شروع ہو جائیں گے۔ فطرت میں بھی یہی نظام جاری ہے۔ اور اس کا پھر مقابلہ کرنا ممکن نہ ہوگا۔ فطرت نے اس طریق پر بڑھنے والی زندگی کی ضمانت دی ہے...... اللہ ہم پر رحم فرمائے اور اس مقصد کے حصول میں ہماری مدد فرمائے۔ جب اسے مجموعی طور پر دیکھیں تو انتہائی پُرکشش چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب آغاز کریں تو مشکل معلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن ہے نہیں۔ ایک فرد کے لئے مزید ایک فرد پیدا کرنا زیادہ مشکل کام نہیں۔ اگر ایک شخص صدق سے کوشش کرے اور دعا کرے تو یہ ممکن ہے۔"

(اقتباس ترجمہ از انگریزی خطاب سالانہ اجتماع یو۔کے ۱۹۹۱ء)

"دعوت الی اللہ کی ہر منزل پر دعا کی عادت ڈالیں۔ دعوت الی اللہ کے دوران دعا کریں گھر جا کر دعا کریں...... خدا ان معصوم بچوں کی دعائیں آپ کے ساتھ شامل کرے گا۔ آپ کے الفاظ میں کتنی عظیم الشان طاقت پیدا ہو جائے گی۔ آپ قوموں کو فتح کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ ۲۸۔ اگست ۱۹۸۷ء)

عربی منظوم کلام

بَرٌّ عَطُوْفٌ مَاٴْمَنُ الْغُرَمَاءِ

وہ حسنِ سلوک کرنے والا مہربان، مصیبت زدوں کیلئے جائے امن ہے

بُشْریٰ لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُؤْنِسًا ❖ رَبًّا رَّحِیْمًا کَاشِفَ الْغَمَّاءِ

ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ ہم نے مونس و غم خوار پالیا ہے جو ربّ و رحیم ہے اور غم و مصیبت کا دُور کرنے والا ہے

نَتْلُوْ ضِیَاءَ الْحَقِّ عِنْدَ وُضُوْحِہٖ ❖ لَسْنَا بِمُبْتَاعِ الدُّجیٰ بِبَرَاءِ

ہم حق کی روشنی کی، اس کے ظاہر ہوتے ہی، پیروی کرتے ہیں ۔ چاند طلوع ہو جانے کے بعد ہم تاریکی کے خریدار نہیں

غَلَبَتْ عَلیٰ نَفْسِیْ مَحَبَّۃُ وَجْھِہٖ ❖ حَتّیٰ رَمَیْتُ النَّفْسَ بِالْاِلْغَاءِ

میرے نفس پر اسکی ذات کی محبت غالب ہوئی یہاں تک کہ میں نے نفس کو بیکار کر کے نکال پھینکا

اَللّٰہُ کَھْفُ الْاَرْضِ وَالْخَضْرَاءِ ❖ رَبٌّ رَّحِیْمٌ مَّلْجَأُ الْاَشْیَاءِ

اللہ ہی پناہ ہے زمین اور آسمان کی ۔ وہ ربّ رحیم ہے اور سب چیزوں کی جائے پناہ

بَرٌّ عَطُوْفٌ مَاٴْمَنُ الْغُرَمَاءِ ❖ ذُوْ رَحْمَۃٍ وَّ تَبَرُّعٍ وَّ عَطَاءِ

وہ حسنِ سلوک کرنے والا مہربان، مصیبت زدوں کیلئے جائے امن ہے ۔ وہ رحمت و احسان اور بخشش والا ہے

اَحَدٌ قَدِیْمٌ قَائِمٌ بِوُجُوْدِہٖ ❖ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَا الشُّرَکَاءِ

وہ یگانہ، قدیم اور بغیر سہارے کے بخود قائم دائم ہے ۔ نہ اس نے کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ ہی (اپنے) شریک

اَعْطیٰ فَمَا بَقِیَتْ اَمَانِیْ بَعْدَہٗ ❖ غَمَرَتْ اَیَادِی الْفَیْضِ وَجْہَ رَجَائِیْ

اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ اس کے فیض کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھا گئی

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اشْرَبُوْا مِنْ قِرْبَتِیْ ❖ قَدْ مُلِئَ مِنْ نُّوْرِ الْمُفِیْضِ سِقَائِیْ

اے لوگو! میری مشک سے پیئو کیونکہ فیاضِ حقیقی کے نور سے میری مشک پُر کی گئی ہے

(انجام آتھم ۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۶-۲۶۷)

فارسی منظوم کلام

بگوشِ ہوش شنو از من اے مکفّرِ من

بہردم از دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم ⁂ من آں نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم
میں ہردم دل و جان سے اپنے یار کی تعریف کرتا ہوں میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے کام سے غفلت کروں

بہر زماں بدلم ایں ہوس ہمے جوشد ⁂ کہ ہرچہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم
ہر وقت میرے دل میں یہ شوق جوش مارتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ اپنے معشوق پر قربان کردوں

اگرچہ در رہِ جاناں چو خاک گردیدم ⁂ دلم تپد کہ فدائش غبارِ خود بکنم
اگرچہ میں محبوب کی راہ میں خاک کی طرح ہوگیا ہوں مگر میرا دل تڑپتا ہے کہ اپنا غبار بھی اس پر فدا کردوں

روم بگلشنِ دلدادگاں کزاں باغم ⁂ چرا بکوچۂ غیرے قرارِ خود بکنم
میں عاشقوں کے گلشن میں جاتا ہوں وہی تو اپنا باغ ہے میں کسی غیر کے کوچہ میں کیوں اپنا مسکن بناؤں

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد ⁂ زمانہ را خبر از برگ و بارِ خود بکنم
مجھے خوشخبری ملی ہے کہ پھر موسم بہار آگیا تاکہ زمانہ کو میں اپنے پھلوں اور پتوں کی خبر کردوں

بگوشِ ہوش شنو از من اے مکفّرِ من ⁂ کہ من گواہ بدیں کردگارِ خود بکنم
اے میرے مکفّر ہوش سے یہ میری بات سن۔ کہ میں اس پر اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں

ز فکرِ تفرقہ باز آ بآشتی پرداز! ⁂ وگرنہ گریہ برِ غمگسارِ خود بکنم
تفرقہ ڈالنے کے ارادہ سے باز آجا اور صلح کرلے۔ ورنہ میں اپنے غمگسار کے سامنے آہ و زاری کروں گا

بروئے یار کہ از بہر قوم مے سوزم ⁂ مگر دلش چو دلِ ریش و زارِ خود بکنم
خدا کی قسم کہ میں اپنی قوم کی خیر خواہی میں جل رہا ہوں۔ تاکہ اس کے دل کو بھی اپنے زخمی اور نالاں دل کی طرح کردوں

(درثمین فارسی مترجم صـ ۲۵۶-۲۵۷)